بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فضائل شعبان المعظم اور نصف شعبان

جمــاعةالـــمسـلـميـن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شعبان کے مہینہ میں زیادہ سے زیادہ روزے رکھنے مستحب ہیں ، حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ **اللّٰہ کے رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم** سارے شعبان کے روزے رکھا کرتے تھے۔

ام المومنین عائشہ رضی اللّٰہ عنہا نے بیان کیا، کہ **اللّٰہ کے رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم** نفل روزہ رکھنے لگتے تو ہم (آپس میں) کہتے کہ اب **آپ** ﷺ روزہ رکھنا چھوڑیں گے ہی نہیں۔ اور جب روزہ چھوڑ دیتے تو ہم کہتے کہ اب **آپ** ﷺ روزہ رکھیں گے ہی نہیں۔ میں نے رمضان کو چھوڑ کر **رسول اللّٰہ** ﷺ کو کبھی پورے مہینے کا نفلی روزہ رکھتے نہیں دیکھتا اور جتنے روزے **آپ**ﷺ شعبان میں رکھتے میں نے کسی مہینہ میں اس سے زیادہ روزے رکھتے **آپ** ﷺ کو نہیں دیکھا۔

صحیح بخاری
ح ۱۹۶۹

اور
ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللّٰہ عنہا نے بیان کیا کہ **اللّٰہ کے رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم** سال میں کسی مہینے کے مکمل روزے نہ رکھتے **سوائےشعبان** کےاِسے **رمضان** سےملا دیتے تھے۔

سنن ابوداؤد
ح ۲۳۳۶ وسندہ صحیح

لیکن احادیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ **اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم** شعبان کے اکثر ایام کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے
ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے **اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم** کے روزوں کے بار ے میں پوچھا توانھوں نے بتایا
اللہ کے رسولﷺ مسلسل روزے رکھتے حتیٰ کہ ہم کہتے **آپ**ﷺ روزے ترک نہیں کریں گے اور **آپ** ﷺ روزے چھوڑ دیتے حتیٰ کہ ہم کہتے **آپ**ﷺ روزے نہیں رکھیں گے ، اور میں نے **آپ**ﷺ کو کسی اور مہینے میں شعبان کےروزوں کی نسبت زیادہ روزے رکھتے نہیں دیکھا ، آپ ﷺ (گویا) پورے شعبان کے ر وزے رکھتے تھے ، محض چند دن چھوڑ کر
آپ ﷺ پورا شعبان روزے رکھتے تھے ۔

صحیح مسلم
ح ٢٧٢٢

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ
رمضان کے سوا **اللہ کے رسول** ﷺ نے کبھی پورے مہینے کا روزہ نہیں رکھا۔ **آپ** ﷺ نفل روزہ رکھنے لگتے تو دیکھنے والا کہہ اٹھتا کہ **واللہ** اب آپ ہے روزہ نہیں رہیں گے اور اسی طرح جب نفل روزہ چھوڑ دیتے تو کہنے والا کہتا کہ **واللہ!** اب **آپ**ﷺ روزہ نہیں رکھیں گے۔

صحیح بخاری
ح ١٩٧١

شعبان کے پورے مہینے روزے رکھنے اور اس مہینے کثرت سے روزے رکھنے ان احادیث کی بنیاد پر دونوں روایتوں میں تطبیق اسطرح دی جاتی ہے
کہ
یہ اوقات کی مختلف ہونے کی وجہ سےتھا ، لہذا کچھ سالوں میں تو **اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم** سارا شعبان ہی روزہ رکھا کرتے تھے ، اور بعض سالوں میں **شعبان** کے اکثر ایام روزہ رکھتے تھے۔

سوال یہ ہے کہ شعبان میں زیادہ روزے رکھنے میں کیا حکمت ہے ؟
اس کا جواب خود
اللہ کے رسولﷺ نے اس طرح دیا
کہ
اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ
میں نے(**اللہ کے رسول اللہ صلی علیہ وسلم** سے) عرض کیا **!**
اے اللہ کے رسولﷺ **!** میں نے **آپ**ﷺ کو کسی مہینے میں اتنے روزے رکھتے نہیں دیکھا جتنے آپ **شعبان** میں رکھتے ہیں(اس کی کیا وجہ ہے؟)۔
آپﷺ نے فرمایا **!**" یہ وہ مہینہ ہے کہ رجب اور **رمضان المبارک** کے درمیان آنے کی وجہ سے لوگ اس سے غفلت کر جاتے ہیں ، حالانکہ یہ وہ مہینہ ہے کہ اس میں **رب العالمین** کے ہاں انسانوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں ۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے عمل پیش ہوں تو میں روزے سے ہوں ۔“

سنن النسائی
ح ۲۳۵۹ وسندہ حسن

"ماہِ مبارک شعبان کے بارے میں اللہ کے رسولﷺ کےامت کے لیے احکامات"

جیسا کہ **سنن النسائی۔ح ۲۳۵۹** کے حوالے سے اس **ماہِ مبارک کی فضیلت** بیان کی گئی
اور اس **ماہِ مبارک** میں امت کو حکم ہے کہ وہ **نصف شعبان** کے بعد روزے نہ رکھیں سوائے اس شخص کے جو متواتر روزے رکھتا ہو وہ رکھ سکتا ہے
جیسا کہ
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا
کہ
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کوئی شخص رمضان سے پہلے (نصف شعبان کے بعد) ایک یا دو دن کے روزے نہ رکھے البتہ اگر کسی کو ان میں روزے رکھنے کی عادت ہو تو وہ اس دن بھی روزہ رکھ لے۔

صحیح بخاری۔ح ۱۹۱۴
اور

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!
إِذَا بَقِيَ نِصْفٌ مِنْ شَعْبَانَ فَلَا تَصُومُوا
(یعنی)
"جب آدھا شعبان رہ جائے تو روزہ نہ رکھو"۔

جامع الترمذی۔ح ۷۳۸ وسندہ حسن
و سنن ابوداؤد۔ح ۲۳۳۷

پھر **اللہ کے رسول**ﷺ نے اس مہینے کی فضیلت و اجر کے باعث فرمایا!

عمران حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے۔۔۔ یا کسی اور آدمی سے۔۔۔ فرمایا!
کیا تم نے **سُرَرِ شَعْبَان** (وسط) میں کوئی روزہ رکھا ہے ؟
اس شخص نے جواب دیا! نہیں **آپ صلی اللہ علیہ وسلم** نے فرمایا **!** جب تم روزے ختم کر لو تو دو دن کے روزے رکھنا ۔

صحیح مسلم
ح ۲۷۵۱

اور
صحیح مسلم ہی میں اگلی روایت ہے
کہ
عمران حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے پو چھا! کیا تم نے اس مہینے کے **سُرَر** (وسط) میں کوئی روزہ رکھا ہے؟
اس نے جواب دیا! نہیں
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جب تم رمضان کے روزے ختم کر لو تو اس(روزے) کی جگہ دو روزے رکھ لینا ۔

صحیح مسلم
ح ۲۷۵۲

امام بخاری رحمہ اللہ نے لکھا
کہ
کہ ثابت نے بیان کیا، ان سے مطرف نے، ان سے
عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اور ان سے
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے **"سَرَرِ شَعْبَان"** (وسط) کا لفظ بیان کیا ہے۔

صحیح بخاری
ح ۱۹۸۳

اور
معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیر مسجِل پر (جو کہ حمص کے دروازے پر واقع ہے) کھڑے ہو کر لوگوں سے کہا!
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ "صُومُوا الشَّهْرَ وَ سِرَّهُ۔"
(یعنی)
میں نے **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کو فرماتے سنا ہے۔ اس مہینے کے روزے رکھو اور اس کے سِرَّهُ (وسط) کا۔

سنن ابوداؤد
ح ۲۳۲۹ وسندہ حسن

ویسے تو **اللہ کے رسول** ﷺ نصف شعبان تک روزے رکھا کرتے تھے۔

اب ہم دیکھتے ہیں **شعبان** کے وسط کے اُس روزے کے بارے میں کہ جس کے نہ رکھ سکنے پر **اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم** نے بعد از رمضان اس روزے کے برابری میں دو روزے رکھنے کا حکم فرمایا۔

اس روزے کے لیے حدیث میں الفاظ آئیں ہیں کہ

"أَصُمْتَ مِنْ سُرَرِ شَعْبَانَ؟"
"مِنْ سَرَرِ شَعْبَانَ"
"صُومُوا الشَّهْرَ وَسِرَّهُ."
"أَصُمْتَ مِنْ سُرَّةِ هَذَا الشَّهْرِ؟"
یعنی
" سُرَرِ ۔ سَرَرِ ۔ سِرّهُ ۔ سُرّة "
جس کے معنیٰ بعض کے نزدیک
اوائل مہینے کے ہیں اور بعض کے نزدیک **وسط** ہے اور بعض کے نزدیک آواخر کے بھی لکھے ہوئے ہیں بچے اور ماں سے جڑی اس نال کے بھی ہیں جو بچے پیدائش کے بعد کاٹی جاتی ہے۔
"المنجد۔ص ۳٦۹"

آئیے ہم تمام لوگوں کے فہم اور سوچ کو ایک طرف رکھ کر **اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم** کےاحکامات کی روشنی میں اس کے اصل معنیٰ کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔
ہم احادیث میں بیان کیے گئے الفاظوں **" سُرَرِ - سَرَرِ - سِرّهُ - سُرّة"**
کے لغوی معنوں
کو دیکھتے ہوئے غور کرتے ہیں ہم یعنی
'جماعت المسلمین'
ان الفاظ کے معنیٰ **"شعبان کا وسط"**
ہی کیوں لیتے ہیں ؟

جب **اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم** نے **عمران بن حصین رضی اللہ عنہ** یا کسی اور شخص سے یہ پوچھا کہ
أَصُمْتَ مِنْ سُرَرِ شَعْبَانَ؟
کیا تم نے شعبان کے وسط میں روزے رکھے ہیں ؟
اور
جب انھوں نے منع فرمایا تو
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!
فَإِذَا أَفْطَرْتَ مِنْ رَمَضَانَ، فَصُمْ يَوْمَيْنِ مَكَانَهُ
جب تم رمضا ن کے روزے ختم کرلو تو اس کی جگہ دو روزے رکھ لینا
(صحیح مسلم-ح۲۷۵۱)

ان احادیث میں الفاظوں پر **"شروع"** پر تو بحث بہت کم کی گئی ہے زیادہ تر بحث ان الفاظوں کی **"وسط"** اور **"آخر"** کے ہونے پر ہوتی ہے۔
تو
اگر ہم اس کو مہینے کے آخر میں لیتے ہیں تو اس سے ہمیں دو احادیث کی مخالفت نظر آتی ہے ۔

کون کون سی ؟

اول۔ **صحیح بخاری ۱۹۱۴**
کہ
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سےکوئی شخص رمضان سے پہلے (نصف شعبان کے بعد) ایک یا دو دن کے روزے نہ رکھے البتہ اگر کسی کو ان میں روزے رکھنے کی عادت ہو تو وہ اس دن بھی روزہ رکھ لے۔

جیسے **"پیر اور جمعرات"** کے ایام میں
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی روزے رکھا کرتے تھے اگر ایسے کوئی شخص جو سال بھر **پیر اور جمعرات** کے روزے رکھتا ہو تو اس کو اجازت ہے کہ وہ وہ **نصف شعبان** کے بعد بھی روزے رکھ سکتا ہے۔
لیکن!
اس کے علاوہ ہر شخص کو منع فرمایا کہ وہ رمضان سے قبل اور شعبان کے آخر میں روزے نہ رکھے۔

آخری چیز جو ہمارے ہاں بیان کی جاتی کہ اس سے مراد صرف ایک روزہ نہیں ہے بلکہ "ایام البیض" کے روزے ہیں یعنی کسی بھی یا شعبان کے مہینے میں ۱۳-۱۴-۱۵ کے روزے ہیں یا اس سے مراد دو یعنی ۱۳-۱۴ شعبان کے روزے ہیں۔
اگر
آپ اس کو کہتے ہیں یہ "ایام البیض" کے روزے ہیں تو "ایام البیض" کے تین روزے ہوتے ہیں یعنی ۱۳-۱۴-۱۵ ہر مہینے کی
یہاں پر اس کی بات ہو ہی نہیں رہی
"ایام البیض" کے فضائل تو احادیث میں مختلف جگہ پر الگ طریقے سے موجود ہیں جو سب کے علم میں ہونگے ہی
اور
اگر آپ اسے "ایام البیض" کے روزے کہتے کہ یہ تین روزے ہیں
تو آپ خود عقل سے سوچیں کہ تین روزوں کی جگہ دو روزے رکھوانا !
بات سمجھ میں آتی نہیں ہے۔
یا تو تین کی جگہ ۶ چھ روزے ہوتے کہ ایک روزے کی جگہ دو روزے ازالہ ہے اس کا

یا پھر
تین کی جگہ تین ہی روزے ہوتے
لیکن!
تین کی جگہ دو روزے رکھنا کہیں سے بھی یہ سمجھ میں نہیں آتی۔
اچھا
دو کی جگہ دو روزے ہیں یہ بھی سمجھ میں نہیں آتی
کیونکہ
اس کا جو عربی متن ہے وہ واضح طور پر دلالت کرتا ہے کہ
یہ ایک ہی روزے ہی کی بات ہورہی ہے
کہ
"فَصُمْ يَوْمَيْنِ مَكَانَهُ" (مسلم۔۲۷۵۲)

"مَكَانَهُ" اس کو جو عربی سمجھتے ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں **"هُ"** صیغہ واحد اور **"هُ"** کی ضمیر کا مرجع روزہ ہے وہ والا نصف "سرة" کی طرف ہے۔
اور
اگریہاں پر ہوتا کہ دو روزے تو **آپ**ﷺ فرماتے **"فَصُمْ يَومينِ مَكَانَهُما"** کہ تم ان دو روزوں کی جگہ دو روزے رکھنا
اور
اگر تین روزے ہوتے تو **آپ**ﷺ فرماتے
"فَصُمْ يَومينِ مَكَانَهُمْ" یعنی تم ان (تین) روزوں کی جگہ دو روزے رکھنا۔

عربی متن اس بات کو دلالت و وضاحت کرتا ہے وہاں ایک روزے کی بات ہو رہی ہے **"مَکَانَہُ"** اس کی جگہ تم نے اس ایک روزہ کی جگہ دو روزے رکھنا ہے۔

یہ جوابات ہیں ان اعتراضات کے جو ہم اکثر سنتے اور پڑھتے رہتے ہیں۔
آخری اعتراض جو کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ
حدیث میں تو نصف کی بات ہو رہی ہے تو ہمیں نہیں معلوم کہ وسط ۱۵ شعبان ہے کیونکہ اگر ۳۰ دن پورے ہوں گے تو ۱۵ تو بنتا ہے اگر ۲۹ دن ہوں تو ۱۵ نہیں بنتا اس طرح بھی اعتراض کیا جاتا ہے۔

اس بات کا اندازہ تو آپ لگا ہی نہیں سکتے جب تک آپ چاند نہ دیکھ لیں
پھر
معترضین یہ ہی اعتراض اس حدیث پر بھی کریں کہ جس میں
آپ ﷺ نے فرمایا!
"کہ نصف شعبان رہ جائے تو روزے نہ رکھو" (ترمذی۔ ابوداؤد۔ابنِ ماجہ)

تو اعتراض کرنے والے اس بات کا بھی جواب دیں کہ مندرجہ بالا حدیث کے الفاظ "نصف" میں ۱۴ شعبان کے بعد روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے یا ۱۵ شعبان کے بعد ؟

" سُرَرِ ۔ سَرَرِ ۔ سِرّہُ - سُرّۃ" کے معنیٰ "آخر" کے ہونے کی تردید تو
اللہ کے رسول ﷺ کی ان احادیث سے خود ہوتی ہے۔

دوسرا **ابنِ ماجہ۔ابوداؤد۔ترمذی** میں مختلف الفاظ
اللّٰہ کے رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا!
إِذَا بَقِيَ نِصْفٌ مِنْ شَعْبَانَ فَلَا تَصُومُوا
(یعنی)
"جب آدھا شعبان رہ جائے تو روزے نہ رکھو"

جامع الترمذی۔ح ۷۳۸ وسندہ حسن
و **سنن ابوداؤد** ۔ح ۲۳۳۷

یعنی
آخر کا تو خود **اللّٰہ کے رسولﷺ** نے منع فرمادیا۔
صحیح بخاری میں ہے کہ **"رمضان سے قبل روزے نہ رکھو"**
اور
ابوداؤد۔ابنِ ماجہ۔ترمذی میں ہے کہ
"جب آدھا شعبان رہ جائے تو روزے نہ رکھو"
اس وجہ سے ہم یعنی
'جماعت المسلمین' نصف شعبان یعنی ۱۵ شعبان کا مؤقف لیتے ہیں۔

" سُرَرِ ۔ سَرَرِ ۔ سِرّہُ - سُرّۃ"
ان الفاظوں کے معنیٰ **"اوائل"** کے ہونے کی بات بھی اگر کریں تو
اللّٰہ کے رسولﷺ نے جب اس شخص سے پوچھا کہ
"تم نے روزے رکھے یا نہیں رکھے تو اس شخص نے جواب دیا کہ نہیں رکھے"
تو
اللّٰہ کے رسولﷺ نے فرمایا!
کہ **"جب تم رمضان سے فارغ ہو جاؤ تو اُس کی جگہ دو روزے رکھ لینا"۔**

اگر یہ بات شروع کی ہوتی تو نصف شعبان کے آنے میں ابھی وقت تھا
تو یقیناً
اللہ کے رسولﷺ اس شخص سے یہ فرما سکتے تھے کہ ابھی نصف شعبان کے آنے میں وقت ہے لہٰذا تم اس کے آنے سے پہلے پہلے روزے رکھ لو
کیونکہ!
روزے رکھنے کی ممانعت تو نصف شعبان کے بعد کی ہے۔
تو اگر عقلی طور پر بھی دیکھیں ان الفاظوں کے معنیٰ **"وسط"** کے بنتے ہیں نہ شروع کے بنتے ہیں اور نہ ہی آخر کے اور آخر کی تردید تو احادیث میں واضح طور پر بیان کردی گئی ہے۔
اس معاملے کو صحیح مسلم کی حدیث میں موجود لفظ **"سُرَّۃ"** کے ذریعے اور آسانی سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جو صیغہ واحد ہے لفظ **"سرر"** کا اور اس لفظ **"سُرَّۃ"** کے معنیٰ لغت میں **"نال اور کسی بھی چیز کے ساتھ جوڑے جانے پر اس کا وسط کے بھی لکھے ہوئے ہیں** جیسا کہ
"سرّۃ الوادی" یعنی وادی کا درمیان
"سرّۃ البلد " یعنی شہر کا درمیان۔

"المنجد۔ص ۳۶۹"

اور اس لفظ پر زیادہ بحث کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہوگی کیونکہ یہ لفظ برصغیر پاک و ہند میں تقریباً احادیث کا تھوڑا بہت علم رکھنے والا شخص لازمی جانتا ہی ہوگا چاہے اس کا تعلق موجودہ پانچ مسالک میں سے کسی بھی مسلک سے کیوں نہ ہو کیونکہ یہ لفظ اکثر زیرِ بحث رہتا ہے
مثلاً "تحت سرّۃ" اور "فوق سرّۃ"
یعنی "ناف کے نیچے" اور "ناف کے اوپر"

آسان لفظوں میں یہ کہ
"سرّة" کے معنٰی انسانی جسم میں موجود "ناف" کے بھی ہوتے ہیں جو کہ جسم کا **وسط** یعنی درمیان ہوتا ہے اور عربی میں اسے **"سرّة البطن"** اور **"وسط البطن"** کہا جاتا ہے مطلب جسم کا درمیان یا وسط۔
الحمدللہ
یہ بات تو بالکل واضح ہوگئی کہ **اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے وسط ہی میں روزہ رکھنے کا فرمایا تھا۔**

اب اگر نصف کی بات کی جائے گی کہ نصف سے مراد ۱۴ شعبان ہے یا ۱۵ شعبان ہے
ویسے تو ۳۰ کا نصف ۱۵ بنے گا ۲۹ کا ساڑھے ۱۴ بنتا ہے صرف ۱۴ بھی نہیں بنتا اور نہ ۱۵ بنتا ہے
تو یہ اعتراض بھی لغو ہے کیونکہ یہ چیز انسان پہلے سے معلوم ہی نہیں کرسکتا کہ یہ مہینہ ۲۹ دن کا ہوگا یا ۳۰ دن کا ہوگا !

جو عقل کے تسلیم کرنے والی بات ہے اس کے حساب سے نصف ۱۵ ہی بنتی ہے اور اگر کوئی ۱۵ تاریخ پر اعتراض کرتا ہے تو اسے اس حدیث پر بھی اعتراض کرنا چاہیے کہ جس میں
آپﷺ نے فرمایا!
"کہ جب نصف شعبان رہ جائے تو روزے نہ رکھو"۔
(ترمذی۔ابوداؤد۔ابنِ ماجہ)

تو اب کوئی شخص ۱۴ شعبان کے بعد اپنے آپ کو روزے نہ رکھنے کا پابند کرے گا یا ۱۵ شعبان کے بعد اس کی وضاحت بھی نہیں ہوپائے گی۔

الحمدللہ ۱۵ شعبان کے دلائل مضبوط ہیں اور "وسط" کی تشریح ہمیں احادیث ہی میں مل گئی اور آخر کی تردید بھی احادیث ہی میں مل گئ۔
آپ اس مہینے شعبان کی سنن النسائی میں بیان کی فضیلت کے باعث نصف یعنی ۱۵ شعبان تک روزے رکھنے کا اہتمام کریں جیسا کہ امت کو بتا دیا گیا اور اپنے دوست و اقارب کو بھی اس کی ترغیب دیں اور اگر کسی وجہ سے نہ رکھ سکیں تو ۱۵ شعبان کا روزہ رکھنے کی کوشش کریں اور اگر یہ بھی رہ جائے اور اس کی مثل اجر کے پانے کے لیے بعد از رمضان دو روزے رکھ لیں۔


هو سمٰكم المسلمين من قبل وفي هذا
جماعت المسلمين